بسم الله الرحمن الرحیم

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس بارے میں کہ!

شوہر اور بیوی ایک دوسرے کے اعضاء تناسلیہ کا بوسہ لے سکتے ہیں یا نہیں؟

مرد کو اپنا آلۂ مردی اپنی بیوی کے منہ میں ڈالنا اور ہمبستری سے قبل شوہر اور بیوی کا ایک دوسرے کے اعضاءِ تناسلیہ کو چاٹنا اور چوسنا جائز ہے یا نہیں؟

بسم الله الرحمن الرحیم

الجواب

بعون الملک الوهاب

1):

انسان کا چہرہ و دہن محترم و مکرم اعضاء ہیں، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کریم کے حبیب رحیم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

إذا قاتل أحدكم أخاه فليجتنب الوجه فإن الله خلق آدم على صورته .

(صحیح مسلم حدیث رقم ۲٦۱۲ ، مسند احمد حدیث رقم ۷٤۱٤)

"**خلق آدم علی صورته**" میں چہرہ کی جو تشریف ہے، اہلِ دانش پر مخفی نہیں۔ اور ظاہر ہے کہ دہن بھی چہرہ ہی کا بعض ہے لہذا اکرم و معظم ٹھہرا۔ پس مناسب نہیں کہ دہن کو اور بالخصوص دہنِ مسلم، جو تسبیح و تہلیل و درود و سلام میں مصروف رہنا چاہیئے، ایسے ذی شرف عضو کو ایسے اعضاء کے ساتھ مس کیا جائے جو نا پاکیوں اور نجاستوں کی گزرگاہیں ہیں۔

اللہ کریم جل وعلا کے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اپنے دائیں دستِ اقدس تک کو ان اعضاء سے دور رکھا کرتے تھے۔ سیدہ حفصہ رضی اللہ تعالی عنھا فرماتی ہیں:

ان النبی صلی الله تعالی علیه وسلم کان یجعل یمینه لطعامه وشرابه وثیابه ویجعل شماله لما سوی ذلک.

(سنن ابی داود حدیث رقم ۳۲)

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنھا فرماتی ہیں:

کانت ید رسول الله صلی الله تعالی علیه وسلم الیمنی لطهوره وکانت یده الیسری لخلائه وماکان من اذی.

(سنن ابی داود حدیث رقم ۳۳ ، ۳٤)

بلکہ اگر کوئی شخص اپنے آلۂ مردی کو چھولے تو حدیث میں اس کے لیے ہاتھ دھونے کا حکم استحبابی وارد ہوا ہے۔ بسرۃ بنت صفوان فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

من مس ذکره فلیتوضأ.

(سنن ابی داود حدیث رقم ۱۸۱ ، جامع الترمذی حدیث رقم ۸۲ قال الترمذی: حسن صحیح ، سنن النسائی حدیث رقم

٤٤٧)

جمع بین الاحادیث کے لیے وضوء کے معنی ہاتھ دھونے کے کیے گئے جیسا کہ اپنے محل میں مفصل مذکور ہے۔اور علامہ علاء الدین حصکفی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا:

لا ينقضه مس ذكر لكن يغسل يده ندبا.

(در مختار ج١ص٤٠٥)

جب بلا حاجت ہاتھ سے چھونا مناسب نہیں تو چہرہ ودہن تو زیادہ لائق ہیں کہ انہیں مجاری نجاسات سے دور رکھا جائے۔لیکن اس کے باوجود اگر مرد وعورت ایک دوسرے کے اعضاءِ تناسلیہ کا بوسہ لیتے ہیں اور یہ بوسہ ایسی حالت میں ہے کہ مذی کا نہ نکلنا یقینی ہو.....یعنی ایسی حالت میں کہ نہ تو شوہر و بیوی کا اکٹھا ہونا جماع کے ارادے سے ہو اور نہ ہی ایک دوسرے کے ساتھ مصروفِ ملاعبت ہوں بلکہ عمومی حالات میں ہوں یا کم از کم جس کی شرمگاہ کا بوسہ لیا جا رہا ہے وہ عام حالت میں ہو، پھر چاہے یہ بوسہ بلا حائل ہو یا بیچ میں کوئی کپڑا وغیرہ حائل ہو.....تو اس بوسہ پر حکمِ کراہت لگانا مناسب نہیں۔حنابلہ کے ہاں اس کا جواز مصرح ہے۔ابو الحسن علی بن سلیمان المرداوی الحنبلی ''الانصاف فی معرفۃ الراجح من الخلاف'' میں لکھتے ہیں:

قال القاضي في الجامع يجوز تقبيل فرج المرأة قبل الجماع ويكره بعده وذكره عن عطاء.

پھر فرمایا:

ولها لمسه وتقبيله بشهوة وجزم به في الرعاية وتبعه في الفروع وصرح به ابن عقيل.

(الانصاف في معرفة الراجح من الخلاف ج٨ص٢٧)

اور ظاہر یہ ہے کہ اگر حالت وہ ہو جو ہم نے اوپر ذکر کی.....یعنی جس کی شرمگاہ کا بوسہ لیا جا رہا ہے اس سے مذی کا عدمِ خروج متیقن ہے.....تو ہمارے نزدیک بھی حکمِ کراہت نہ ہوگا۔اور خاص کر جب کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے اس کی نظیر ثابت ہے۔حضرت ابو لیلی سے مروی ہے فرمایا:

كنا عند النبي صلى الله عليه وسلم فجاء الحسن فأقبل يتمرغ عليه ، فرفع عن قميصه وقبل زبيبته.

(السنن الكبرى للبيهقي حديث رقم ٦٦٧ ، النفقة على العيال حديث رقم ٢١٠ ، ٢١١)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنھما سے مروی ہے فرمایا:

رأيت النبي صلى الله عليه وسلم : فرج ما بين فخذي الحسين وقبل زبيبته .

(المعجم الكبير للطبراني حديث رقم ٢٥٩٢ ، ١٢٦٤٩ ، الاحاديث المختارة للضياء المقدسي ج٤ص ٧٤ ، قال الهيثمي: رواه الطبراني واسناده حسن .مجمع الزوائد ج٩ص ١٨٦)

اور اگر بوسہ مخرجِ بول ومجری حیض سے ہٹ کر ہو لیکن جس کی شرمگاہ کا بوسہ لیا جا رہا ہے وہ شہوت کی حالت میں ہے تو چونکہ ایسی حالت میں مذی کا خروج غالب ہے جو بعض اوقات غیر محسوس بھی ہوتا ہے۔لہذا اب اس فعل سے اجتناب پہلی صورت کی نسبت زیادہ مؤکد ہے، کیونکہ اب دہن کے نجاست سے آلودہ ہونے کا اندیشہ ہے جو شریعتِ اسلامیہ کو ہرگز منظور نہیں۔

حضور سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے پیشاب کرتے ہوئے دائیں ہاتھ سے آلۂ مردی کو چھونے سے منع فرمایا ہے۔حضرت ابو قتادۃ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ اللہ جل وعلا کے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا بال احدكم فلايأخذن ذكره بيمينه ولايستنجي بيمينه.

(صحيح البخاري حديث رقم ١٥٤ ، ٥٦٣٠ ، صحيح مسلم حديث رقم ٦٣٦)

اور بعض روایات میں دائیں ہاتھ سے مس ذکر کی نہی حالتِ بول کی قید سے مطلق ہے، جیسا کہ حضرت ابو قتادہ ہی سے مروی ہے فرمایا:

أن النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم نهی ان یتنفس فی الاناء و أن یمس ذکره بیمینه و أن یستطیب بیمینه۔

(صحیح مسلم حدیث رقم ٦٣٨ ، جامع الترمذی حدیث رقم ١٥ ، سنن النسائی حدیث رقم ٤٨)

اور بعض روایات میں ہے:

واذا اتی الخلاء فلا یمس ذکره بیمینه ولا یتمسح بیمینه۔

(صحیح البخاری حدیث رقم ١٥٣ ،صحیح مسلم حدیث رقم ٦٣٧)

ان کلماتِ مبارکہ میں دائیں ہاتھ سے آلۂ مردمی کو چھونے سے منع کیا جا رہا ہے۔ نہی کا سبب بیان کرتے ہوئے علامہ عینی رحمہ اللہ تعالی تحریر فرما تیں:

قوله فلا یمس ذکره بیمینه النهی فیه تنزیه لها عن مباشرة العضو الذی یکون فیه الأذی و الحدث و کان النبی یجعل یمناه لطعامه وشرابه ولباسه مصونة عن مباشرة الثفل ومماسة الأعضاء التی هی مجاری الأثفال و النجاسات ویسراه لخدمة أسافل بدنه وإماطة ما هناک من القاذورات وتنظیف ما یحدث فیها من الأدناس ۔

(عمدة القاری ج ٤ص ١٦٧)

پھر علماء کے مابین اختلاف ہے کہ یہ نہی حالتِ بول کے ساتھ مقید ہے یا مطلق، علامہ عینی تحریر فرماتیں:

فإن قلت الحدیث یقتضی النهی عن مس الذکر بالیمین حالة البول و کیف الحکم فی غیر هذه الحالة قلت روی أبو داود بسند صحیح من حدیث عائشة رضی الله عنها قالت کانت ید رسول الله الیمنی لطهوره وطعامه و کانت یده الیسری لخلائه وما کان من أذی و أخرجه بقیة الجماعة أیضا وروی أیضا من حدیث حفصة زوج النبی علیه الصلاة والسلام قالت کان یجعل یمینه لطعامه وشرابه ولباسه ویجعل شماله لما سوی ذلک وظاهر هذا یدل علی عموم الحکم علی أنه قد روی النهی عن مسه بالیمین مطلقا غیر مقید بحالة البول فمن الناس من أخذ بهذا المطلق ومنهم من حمله علی الخاص بعد أن ینظر فی الروایتین هل هما حدیثان أو حدیث واحد فإن کانا حدیثا واحدا مخرجه واحد واختلفت فیه الرواة فینبغی حمل المطلق علی المقید لأنها تکون زیادة من عدل فی حدیث واحد فتقبل وإن کانا حدیثین فالأمر فی حکم الإطلاق و التقیید علی ما ذکر ۔

(عمدة القاری ج ٤ص ١٦٧)

بنایۃ میں فرمایا:

قوله: لا یمس ذکره ، هذا إذا کان فی الخلاء ، وعلی الإطلاق ما روی عن عثمان رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ أنه قال: ما تعنیت و لا تمنیت ولا مسست ذکری بیمینی منذ بایعت رسول الله صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ، وهذا إکرام الیمین وإجلال النبی صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ، وهو من باب الآداب عند الفقهاء ۔

(البنایة فی شرح الهدایة ج ١ ص ٧٦٠)

حاصلِ کلام یہ ہے کہ: حالتِ غیر بول میں علماء کے مابین اختلاف ہے لیکن حالتِ بول سے متعلق علماء متفق ہیں کہ دائیں ہاتھ کے شرف کے باعث اس سے آلۂ تناسل چھونا مکروہ ہے۔

اور اہلِ فہم پہ مخفی نہیں کہ حالتِ بول کی قید محض اس لیے ہے کہ بول نجاست ہے۔ پس کلامِ بالا کے معنی یہ ہوئے کہ: ''نجاست کے خروج کی حالت

میں دائیں ہاتھ کو آلۂ تناسل سے دور رکھنا چاہیئے۔"

اور جس طرح بول نجاست ہے یوں ہی "مذی" بھی نجاست ہے۔ حضرت علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجھہ نے حضرت مقداد کے توسط سے سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے مذی سے متعلق پچھوایا تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

فيه الوضوء۔

(صحيح البخاری حديث رقم ۱۳۲، ۱۷۸)

مذی کے خروج سے وضوء کا جانا مذی کی نجاست کی دلیل بین ہے۔ اور محض نجاست نہیں بلکہ بول کی طرح نجاستِ غلیظہ ہے۔ البحرالرائق میں ہے:

كل ما يخرج من بدن الإنسان مما يوجب خروجه الوضوء أو الغسل فهو مغلظ كالغائط والبول والمني والمذي والودي والقيح والصديد والقيء إذا ملأ الفم۔

(البحر الرائق ج۱ ص۲٤۲)

پس کلامِ بالا سے ہمیں دو مقدمے حاصل ہوئے:

(۱): مذی نجاست ہے۔ (۲): نجاست کے آلۂ تناسل سے خروج کے وقت دائیں ہاتھ سے اسے چھونا منع ہے۔

ان دونوں کے ضم سے اس امر کا حصول بدیہی ہے کہ: مذی کے خروج کے وقت دائیں ہاتھ سے آلۂ تناسل کو چھونا منع ہے۔

اور اس نتیجہ سے بطورِ دلالت ثابت کہ مذی کے خروج کے وقت مرد اور عورت کا ایک دوسرے کے اعضاءِ تناسلیہ کا بوسہ لینا بھی منع ہے۔ کیونکہ انسان کا دہن شرف و کرامت میں دائیں ہاتھ کے شرف سے کہیں زیادہ ہے، پس جب ایسی حالت میں دایاں ہاتھ دور رکھنا چاہیئے تو انسانی دہن تو دوری کا زیادہ مستحق ہے۔

لیکن اس قدر ضرور ہے کہ ایسی حالت میں مخرج سے اجتناب کرتے ہوئے ایک دوسرے کے اعضائے تناسلیہ کے بوسہ کو حرام و مکروہ تحریمی نہیں کہا جا سکتا، بلکہ جس طرح عند الجمہور پیشاب کی حالت میں دائیں ہاتھ سے آلۂ مردی چھونا مکروہ تنزیہی ہے ایسے ہی مذی کے خروج کی حالت میں ایک دوسرے کی شرمگاہ کا بوسہ بھی مکروہ تنزیہی ہے۔ لیکن چونکہ دہن کا شرف دائیں ہاتھ کے شرف سے زیادہ ہے لہذا اس بوسہ کی کراہت حالتِ بول میں دائیں ہاتھ سے آلۂ تناسل چھونے کی کراہت سے مؤکد ہونی چاہیئے۔

باقی رہی یہ صورت کہ مرد اور عورت شہوت کی حالت میں، جبکہ مذی خارج ہو رہی ہو اور وہ دونوں ایک دوسرے کے اعضاء تناسلیہ کا بوسہ لیں اور مخرجِ بول و مجری حیض سے اجتناب نہ کریں تو یہ بوسہ سخت منع و مکروہ تحریمی ہے اور اس فعلِ بد سے بچنا واجب ہے اور اس کی دلیل دوسرے سوال کے جواب کے ضمن میں مذکور ہوگی۔ ان شاء اللہ جل وعلا۔

۲):

اللہ کریم جل مجدہ نے نکاح سے عورت کو مرد کے لیے حلال فرمایا ہے اور مرد اپنی عورت کے پاس جیسے چاہے آ سکتا ہے جیسا کہ اللہ کریم سبحانہ وتعالی نے فرمایا:

نساؤكم حرث لكم فأتوا حرثكم أنى شئتم۔

تمہاری عورتیں تمہاری کھیتی ہیں تو تم تمہاری کھیتی کو جیسے چاہو آؤ۔

(البقرة ۲۲۳)

لیکن یہ اطلاق کیفیتِ اتیان میں ہے یعنی مرد اپنی بیوی کے پاس جیسے چاہے آ سکتا ہے، کھڑے، بیٹھے، لیٹے، آگے کھڑے ہو کر، پیچھے کھڑے ہو کر

،وغیرہ وغیرہ۔رہا محلِ اتیان تو اس میں اطلاق نہیں ،یعنی مرد کو یہ چھوٹ نہیں کہ عورت کے کسی بھی سوراخ میں اپنا آلۂ مردی داخل کرے......بلکہ سوراخوں میں سے ایک ہی سوراخ مرد کے لیے متعین ہے اور وہ ہے عورت کا اگلا مقام۔

اسی بات کو بیان فرماتے ہوئے اللہ کریم جل مجدہ کے حبیب کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا،حضرت عبداللہ بن عباس راوی کہ حبیب رب العالمین نے فرمایا:

انتها مقبلة ومدبرة اذا كان ذلك في الفرج۔

(المعجم الكبير للطبراني حديث رقم ١٢٨٠٨ ، المعجم الاوسط له حديث رقم ٣٢٨٣ ، شرح مشكل الآثار للطحاوی حديث رقم ٦١٢٨ ، شرح معاني الآثار حديث رقم ٤٤٠١)

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

مقبلة و مدبرة ماكان في الفرج۔

(شرح معاني الآثار حديث رقم ٤٣٩٢)

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما نے فرمایا:

يأتيها كيف شاء ما لم يكن يأتيها في دبرها او في الحيض۔

(جامع البيان ج ٤ص ٣٩٨)

دوسری روایت میں ہے:

يأتيها قائمة وقاعدة ومن بين يديها ومن خلفها وكيف شاء بعد ان يكون في المأتي۔

(مساوئ الاخلاق حديث٤٤٨)

حضرت عکرمہ نے فرمایا:

يأتيها كيف شاء قائم وقاعد وعلى كل حال يأتيها ما لم يكن في دبرها۔

(مصنف ابن ابی شیبۃ ج ۴ص ۲۲۹)

اگر اس باب میں مرویات کا احاطہ کیا جائے تو لاتعداد مرفوعات ،موقوفات ومقطوعات موجود ہیں جن کا ذکر اس مختصر تحریر کو نہایت درجہ طویل کر دے گا۔اس لیے مذکورہ مرویات پر ہی اکتفاء مناسب ہے۔

بہر حال ان کلمات نے ہمیں بتا دیا کہ اس آیت میں عورت کے پاس جیسے چاہو آنے کی چھوٹ دی جا رہی ہے لیکن جہاں چاہو کی چھوٹ ہر گز نہیں۔

بلکہ ان کلمات شریفہ سے ہٹ کر خود آیۂ مقدسہ کے کلمات مقدسہ کو دیکھا جائے تو وہ بھی راہنمائی میں کافی ہیں،کیونکہ فرمایا:**فاتوا حرثكم۔** اپنی کھیتیوں کو آؤ۔

ظاہر ہے کہ عورت حقیقی کھیتی تو ہے نہیں ،بلکہ آیۂ مقدسہ میں کھیتی کے ساتھ تشبیہ ہے جو تقاضا فرما ہے کہ تم اپنی بیوی کے پاس آؤ لیکن اس جگہ سے جو کھیتی کی جگہ ہے،اور ظاہری بات ہے کہ کھیتی کا محل عورت کے بدن میں نہ تو اس کا منہ ہے اور نہ ہی پچھلا مقام ،تو پھر وہ مقامات کیسے حلال ہو سکتے ہیں؟؟؟

اسی بات کو بیان کرتے ہوئے قاضی ابو محمد عبدالحق ابن عطیۃ الاندلسی الحاربی (المتوفی ۵۴۲ ھ) پھر شمس الدین قرطبی رحمہ اللہ تعالی

(المتوفی ۶۷۱ ھ)، پھرابوزیدعبدالرحمٰن بن محمدالثعالبی(المتوفی ۸۷۵ھ) نےفرمایا:

لفظ الحرث یعطی ان الاباحة لم تقع الا فی الفرج خاصة اذ ھو المزدرع.

(المحرر الوجیز ج۱ ص ۲۵۰ ، الجامع لاحکام القرآن للقرطبی ج۳ص۹۳ ، الجواھر الحسان فی تفسیر القرآن للثعالبی ج۱ص۱۲۹)

مذکورہ بالا آیہ مقدسہ سے پچھلی آیت میں ہے:

فاذا تطھرن فأتوھن من حیث امرکم اللہ۔

(البقرة ۲۲۲)

جب تمہاری عورتیں پاک ہوجائیں تو اب تم ان کے پاس وہاں سے آؤ جہاں کی اللہ سبحانہ وتعالی نے تمہیں اجازت دی ہے۔

اتیان کی "من حیث امرکم اللہ" سے تقیید دال ہے کہ عورت کے پاس آنا صرف اس مقام سے حلال ہے جس کی اللہ سبحانہ وتعالی نے اجازت دی، ورنہ محض "فاذا تطھرن فأتوھن" فرمادینا کافی لگتا ہے۔اور جس مقام کی اللہ کریم جل مجدہ نے اجازت دی اس کا ذکر بعد والی آیت میں فرما دیا، یعنی: کھیتی کی جگہ۔پس اس آیت کا تقاضا بھی یہی ہے کہ عورت کے پاس صرف اسی مقام سے آیا جاسکتا ہے جو کھیتی کی جگہ ہے اس کے علاوہ ....چاہے وہ عورت کا پچھلا مقام ہو یا منہ......اس میں آنا حلال نہیں۔

ایک دوسری آیہ مبارکہ میں ہے:

فالآن باشروھن وابتغوا ماکتب اللہ لکم.

(البقرة ۱۸۷)

پس اب تم اپنی بیویوں سے ہمبستری کرو اور اللہ کریم جل مجدہ نے جو کچھ تمہارا مقدر کیا اسے ڈھونڈو۔

آیہ مقدسہ کے دوسرے جملہ میں بیوی سے مباشرت کا مقصد بتایا جارہا ہے اور وہ یہ کہ اللہ سبحانہ وتعالی کی طرف سے مقدر یعنی اولاد کی تلاش۔اور ظاہری بات ہے کہ جس طرح عورت کی دبر اولاد کی تلاش کا محل نہیں، عورت کا منہ بھی اس چیز کا محل نہیں، پس دونوں میں سے کسی کے بھی حلال ہونے کا کوئی سبب نہیں۔

بعض اذھان کی فکر یہ ہے کہ مذکورہ بالا آیات محض عورت کے اگلے مقام کی حل کے بیان میں ہیں، رہی اس کے ماسوا کی حرمت تو اس باب میں یہ آیات ساکت ہیں۔

لیکن حق یہ ہے کہ:

مذکورہ بالا آیاتِ بینات سے محض عورت کے اگلے مقام کی حلت مستفاد نہیں بلکہ حلت کا اس مقام میں حصر بھی مستفاد ہے جس کے صریح معنی دیگر سوراخوں کی حرمت کے ہیں۔

ہمارے اس دعوی کی تائید کے لیے ماقبل میں مذکور کلماتِ ائمہ تفسیر کافی ہیں۔علاوہ ازیں جب امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نے امام محمد بن الحسن رضی اللہ تعالی عنہ سے عورت کے پچھلے مقام میں وطی سے متعلق سوال کیا:

بأی شیٔ حرمته؟

آپ کس دلیل سے اسے حرام قرار دیتے ہیں؟

امام محمد رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا:

بقول اللہ عزوجل:فأتوھن من حیث امرکم اللہ. وقال:فأتوا حرثکم انی شئتم. والحرث لایکون الا فی الفرج.

امام شافعی رحمہ اللہ تعالیٰ نے عرض کی:

أفیکون ذلک محرما لما سواہ؟

امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

نعم!!!

(تلخیص الحبیر لابن حجر العسقلانی ج۳ص ۳۹۲)

یوں ہی جب امام مالک رحمہ اللہ تعالیٰ کو معلوم پڑا کہ کچھ لوگ امام مالک کی طرف نسبت کرتے ہیں کہ آپ عورت کے ساتھ اس کے پچھلے مقام میں وطی کے جواز کے قائل ہیں تو آپ رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

کذبوا علی کذبوا علی کذبوا علی۔

وہ لوگ مجھ پہ جھوٹ باندھ رہے ہیں، مجھ پر جھوٹ باندھ رہے ہیں، مجھ پہ جھوٹ باندھ رہے ہیں۔

پھر فرمایا:

الستم قوما عربا؟ الم یقل اللہ تعالی: نساؤکم حرث وھل یکون الحرث الا فی موضع المنبت؟

(تفسیر القرطبی ج۳ص۹۵)

امام مالک اور امام محمد رحمہما اللہ تعالیٰ جیسی شخصیات کا ان آیاتِ مبارکہ سے عورت کے اگلے مقام کے علاوہ کی حرمت پر استدلال واضح دلیل ہے کہ یہ آیاتِ بینات حلت کو قُبُل پہ منحصر فرما رہی ہیں ......پس جب حلت عورت کی قُبُل پہ منحصر ہو گی تو جس طرح عورت کا پچھلا مقام ماسوا ہونے کی وجہ سے حرام ہے یوں ہی عورت کا منہ بھی ماسوا ہونے کے سبب حرام ہے۔

علاوہ ازیں حضراتِ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے حلت کے ایک ہی سوراخ پہ منحصر ہونے کی تصریحات بھی موجود ہیں۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما سے ایک شخص نے آکر عرض کی کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا:

نساؤکم حرث لکم فأتوا حرثکم أنی شئتم۔

لہذا میں سمجھتا ہوں کہ میری بیوی کی دبر بھی میرے لیے حلال ہے سو میں بیوی کے پچھلے مقام سے مباشرت کرتا ہوں۔

جواب میں سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما نے فرمایا:

یا لکع!انما قولہ: انی شئتم ، قائمۃ وقاعدۃ ومقبلۃ ومدبرۃ فی أقبالھن لاتعد ذلک الی غیرہ۔

(الدر المنثور للسیوطی عن عبد بن حمید ج ۲ ص۵۹۷)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنھما کے اس جملہ پہ غور کیجیے:

"لا تعد ذلک الی غیرہ"

صاف لفظوں میں غیرِ قبل سے منع فرما دیا۔

یونہی حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ یہود کا خیال تھا کہ مرد جب اپنی عورت کے پاس ایسی حالت میں آئے کہ عورت آگے کی جانب جھکی ہوئی ہو تو بچہ بھینگا ہوتا ہے، اس پہ یہ آیہ مقدسہ نازل ہوئی:

نساؤکم حرث لکم فأتوا حرثکم أنی شئتم۔

(البقرۃ ۲۲۳)

ان شاء مجبية وان شاء غير مجبية اذا كان فی صمام واحد۔

(صحيح مسلم حديث رقم ۲۵۹۳ ،صحيح ابن حبان حديث رقم ٤١٦٦ ، السنن الكبرى للبيهقي حديث رقم ١٤٤٨٥ ، المعجم الاوسط للطبراني حديث رقم ٨٠٣٥ ، شرح مشكل الآثار للامام الطحاوی حديث رقم ٦١٢٥ ، شرح معاني الآثار حديث رقم ٤٣٩١)

"**اذا كان فی صمام واحد**" بھی حلت کے ایک ہی سوراخ پہ انحصار میں صریح ہے۔

بلکہ اللہ کریم جل وعلا کے حبیبِ کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے خود اپنی زبانِ اقدس سے حلت کو ایک ہی سوراخ پہ منحصر فرمایا۔سیدہ ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنھا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے آیہ مقدسہ:

نساؤكم حرث لكم فأتوا حرثكم أنى شئتم۔

سے متعلق فرمایا:

يعني: صماما واحدا۔

(جامع الترمذی حديث ۲۹۷۹ ، مسند احمد حديث ٢٦٦٤٣ ، ٢٦٦٨٥ ، ٢٦٧٤٩ ، مصنف ابن ابی شيبة حديث رقم ١٦٩٣٤)

بعض روایات میں مکرر ہے یعنی:

صماما واحدا صماما واحدا۔

(جامع البيان للطبری ج۳ص٧٥٦ ، ٧٥٧)

بعض روایات میں فرمایا:

سمام واحد سمام واحد۔

(مسند ابی يعلى حديث ٦٩٧٢)

یعنی ایک ہی سوراخ میں آنا حلال ہے۔

بعض روایات میں ہے کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

يأتيها مقبلة ومدبرة فی سر واحد يعني فی ثقب واحد۔

(السنن الكبرى للبيهقي حديث رقم ١٤٤٨٧)

اور بعض روایات میں **کلمۂ حصر** بھی مذکور ہے فرمایا:

لا الا فی صمام واحد۔

(مسند احمد حديث ٢٦٧٤٠ ، تفسير ابن ابی حاتم ج٢ص٤٠٤)

یعنی ایک رستے کے سوا کوئی دوسرا رستہ جائز نہیں۔

آخر الذکر روایت تو حلت کے ایک ہی سوراخ میں انحصار کے باب میں نص ہے۔اور جس طرح دبر دوسرا سوراخ ہے یونہی منہ بھی دوسرا سوراخ ہے......پس دونوں میں سے کوئی بھی محلِ حلت نہیں۔

اس حدیث سے اس وہم کا ازالہ بھی ہوگیا کہ اگر مذکورہ بالا آیات فرج کی حلت اور غیرِ فرج کی حرمت کی مفید ہیں تو تحفیذ وتبطین وغیرہ بھی حرام ہونی

چاہئیں...... کیونکہ کلماتِ سید الانبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دال کہ کلام "سمام" یعنی رستے وسوراخ میں ہے۔ تفصیل مقام یہ ہے کہ:

مستثنی منہ میں اصل معنی میں مستثنی سے موافقت ہے۔"ما رأیت الا زیدا" کی تقدیر میں اصل "ما رأیت انسانا الا زیدا" ہے۔امام فخر الاسلام علی بن محمد البزدوی (المتوفی ۴۸۲ھ) رقم فرماتے ہیں:

ان المستثنی منہ إنما یثبت علی وفق المستثنی فیما استثنی من النفی کما قال فی الجامع أن کان فی الدار لا زید فعلی حر ان المستثنی منہ بنوادم ولو قال الاحمار کان المستثنی منہ الحیوان لان المستثنی حیوان ولو قال الامتاع کان المستثنی منہ کل شیء.

(اصول البزدوی ص ۲۶۲)

امام شمس الائمۃ سرخسی کے کلمات بھی ایسے ہی ہیں، فرمایا:

الاصل فی الاستثناء من النفی أن المستثنی منہ فی معنی المستثنی، وعلی ھذا بنی علماؤنا مسائل: فی الجامع: إذا قال إن کان فی ھذہ الدار إلا رجل فعبدہ حر، فإذا فی الدار سوی الرجل دابة أو ثوب لم یحنث، وإن کان فیھا سوی الرجل امرأة أو صبی حنث. ولو کان قال إلا حمارا فإذا فیھا حیوان آخر سوی الحمار یحنث، وإن کان فیھا ثوب سوی الحمار لم یحنث، وإن کان قال إلا ثوب فأی شیء یکون فی الدار سوی الثوب مما ھو مقصود بالامساک فی الدور یحنث، فعرفنا أن المستثنی منہ فی معنی المستثنی.

(اصول السرخسی ج۲ ص۱۶۷، ۱۶۸)

ان کلمات سے ملتے جلتے کلمات لاتعداد کتبِ اصول میں درج ہیں لیکن ان امامان جلیلان رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شہادت کے بعد کسی دوسری شہادت کی حاجت نہیں۔لہٰذا "**لا الا فی صمام واحد**" کی تقدیر "**لا یحل لہ الاتیان فی اصمتھا الا فی صمام واحد**" یا اس کی مثل ہونی چاہئے۔

اور اب اس کلام کی دلالت خوب واضح ہو چکی ہے کہ کلام عورت کے بدن کے سوراخوں سے متعلق ہے اور ان میں سے ایک سوراخ کے علاوہ کوئی دوسرا سوراخ حلال نہیں۔لہٰذا مرد کے لیے حلال نہیں کہ وہ عورت کی فرج کے علاوہ بدن کے کسی بھی سوراخ میں اپنا آلۂ تناسل داخل کرے۔پس اگر کان یا ناک میں ادخال متصور ہو تو ان کا حکم بھی منہ اور دبر والا ہی ہوگا...... رہی تفخید وتبطین وغیرہما تو ان میں "**ایلاج فی صمام**" نہ ہونے کی وجہ سے کلماتِ بالا ان سے مانع نہیں۔

واضح رہے کہ کلامِ بالا میں مذکور حصر کو اضافی اور محض دبر کے اعتبار سے قرار دینا خلافِ اصل، بلا دلیل ہونے کے ساتھ بلا امرِ باعث بھی ہے۔

نیز تحریم دبر کو بیان کرتے ہوئے علماء کا جابجا فرمانا "**اباحة الاتیان مختصة بموضع الحرث**" صراحۃً دال کہ دبر کی حرمت محض محلِ فرث ہونے کے باعث نہیں بلکہ "موضعِ حرث نہ ہونے" کی وجہ سے بھی ہے۔اور آخر الذکر امر میں دبر وفم برابر کے شریک ہیں لہٰذا ایک جیسے حکم کے مستحق ہوئے۔

اور شاید انہی امور کے پیشِ نظر ہمارے علماء نے فرمایا:

اذا ادخل الرجل ذکرہ فی فم امرأتہ قد قیل یکرہ.

(المحیط البرھانی ج۵ ص۲۹۷، فتاوی عالمگیری ج۵ ص۳۷۲)

اور کلامِ بالا اور کلامِ آئندہ کے پیشِ نظر یہ کراہت تحریمی ہونی چاہئے اور یہی ہمارا مدعا ہے۔بلکہ صاحبِ "**الفقہ الاسلامی و أدلتہ**" نے حرمت

کی تصریح کی فرمایا:

وربما کان أسوأ من الدبر وضع الذکر فی فم المرأة ونحوہ ، مما جاء نا من شذوذ الغربیین ، فیکون ذلک حراماً لثبوت ضررہ وقبحہ شرعاً وذوقاً.

(الفقہ الاسلامی و أدلتہ ج٤ص ١٩١)

اول الذکر قول کے ناقلین نے "**وقد قیل بخلافہ**" بھی فرمایا۔اور شاید اس قائل نے فم کو ظاہر قرار دیتے ہوئے کہا جو کہا۔اور بلاشبہ ایک ایسے باب کا فاتح ہوا جو شرعاً،ذوقاً،طباً ہر طرح قبیح ہے۔**ومامنا الا راد ومردود علیہ الا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم** ۔

بہر حال کلمات مذکورہ بالا سے واضح ہو چکا کہ مرد کا اپنی بیوی کے منہ میں اپنا آلۂ مردی ڈالنا حرام ہے اور یوں سوال ثانی کے جزء اول کا جواب آگیا۔ذیل میں مذکور کلام سے سوالِ ثانی کے جزء ثانی کے جواب کے ساتھ ساتھ حکمِ بالا کی تائید تقویت بھی ہوتی ہے اور سوالِ اول کے جواب میں ہم نے جو صورتیں ذکر کیں،ان میں سے جزء اخیر کا جواب بھی مستفاد ہے۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مرد کا اپنا آلۂ مردی عورت کے منہ میں ڈالنا، جماع سے قبل شہوت کی حالت میں مرد اور عورت کا ایک دوسرے کے اعضاء تناسلیہ کو چوسنا اور چاٹنا اور یوں ہی اس حالت میں مخرج سے اجتناب کیے بغیر ایک دوسرے کے اندامِ نہانی کا بوسہ لینا مکروہ و حرام ہے۔

وجہ اس کی یہ ہے کہ:

ہمبستری سے پہلے اکٹھے ہونے کی صورت میں مرد اور عورت کی شرمگاہوں سے مذی اور قذی نکلتی ہے جو ناپاک ہے۔پس اگر مرد اور عورت مخرج سے اجتناب کیے بغیر ایک دوسرے کے اعضاء تناسلیہ کا بوسہ لیں، یا مرد اپنی بیوی کی شرمگاہ کو چاٹے یا عورت اپنے شوہر کے آلۂ مردی کو چوسے،یا اس حالت میں مرد اپنا آلۂ تناسل عورت کے منہ میں ڈالے تو ہر ایک کا دہن و زبان ناپاکی سے لتھڑیں گے۔۔۔۔۔بلکہ بہت ممکن کہ وہ ناپاکی لعاب کے ساتھ مل کر حلق سے نیچے اتر جائے۔۔۔۔۔حالانکہ ناپاکی سے اجتناب واجب اور اس کو کھانے پینے کی حرمت ثابت ،لہٰذا ان افعالِ شنیعہ سے بچنا واجب اور ان کا ارتکاب حرام ٹھہرا۔

ہمبستری سے پہلے مرد اور عورت کے مقاماتِ مخصوصہ سے مذی اور قذی کے نکلنے میں تو شاید ہی کسی کو اختلاف ہو۔شیخین رحمہما اللہ تعالی کے نزدیک مباشرۃ فاحشہ کا نقضِ وضوء ہونا اسی سبب سے ہے۔علامہ شامی رحمہ اللہ تعالی رقمطراز ہیں:

لانہا لاتخلو عن خروج مذی غالبا وہو کالمتحقق فی مقام وجوب الاحتیاط اقامۃ للسبب الظاہر مقام الامر الباطن۔

(رد المحتار ج ١ ص٤٠٧)

رہا مذی کا ناپاک ہونا تو اس کا قدرے بیان سوالِ اول کے جواب میں گزرا۔

تنبیہ: نجاست میں مرد اور عورت دونوں کی مذی ایک جیسی ہے۔

اولا: اس لیے کہ جو حکم مردوں کے لیے ثابت ہے وہ عورتوں کے لیے بھی ثابت ہے سوائے ان احکام کے جو منصوص علیہا ہیں۔

ثانیاً: مباشرۃ فاحشہ جہاں مرد کے لیے ناقضِ وضوء ہے وہاں عورت کے لیے بھی ناقضِ وضوء ہے۔**یتیمۃ الدہر** میں ہے:

سئل علی بن احمد وابو حامد فقال عمن باشر امرأتہ مباشرۃ فاحشۃ ہل یجب علیہا الوضوء علی قول ابی حنیفۃ وابی یوسف فقالا نعم۔وکتبت الی القاضی الامام وضیاء الامۃ فی المباشرۃ الفاحشۃ اذا حصلت بین المرأتین اوبین الرجل والغلام الامرد ہل یجب الوضوء علیہما عند ابی حنیفۃ وابی یوسف فقالا نعم۔

(یتیمۃ الدہر فی فتاوی اہل العصر للامام الترجمانی ص٧)

قنیة المنیة میں ہے:

المباشرة الفاحشة توجب الوضوء علی الرجل والمرأة عندهما۔

(قنیة المنیة ص۵)

یتیمة الدهر اور قنیةدونوں میں ہے:

وذکر ابوذر فی شرح الصلاة الظاهر ان المباشرة الفاحشة بین الرجلین اوالمرأتین تنقض الوضوء عندهما خلافا لمحمد۔

(یتیمة الدهر للامام الترجمانی ص۸أ ، قنیة المنیة ص۵)

قنیة پھر حاشیة شلبی میں ہے:

المباشرة الفاحشة بین المرأتین وبین الرجل والغلام الامرد تنقض الوضوء عندهما ۔

(قنیة المنیة ص۵ ، حاشیة الشلبی علی تبیین الحقائق ج۱ص۴۸)

قنیة پھر حاشیة شلبی وهندیة پھر طحطاوی علی الدر میں ہے:

فی الملامسة الفاحشة لایعتبر انتشار آلة الرجل فی انتقاض طهارة المرأة کالمس فی حرمة المصاهرة۔

(قنیة المنیة ص۴ ، حاشیة الشلبی علی تبیین الحقائق ج۱ص۴۸ ، الفتاوی الهندیة ج۱ص۱۳ ، حاشیة الطحطاوی علی الدر ج۱ص۸۴)

البحرالرائق میں ہے:

قد وقع فی کثیر من عبارات علمائنا أن المباشرة الفاحشة تنقض الوضوء ولم یقیدوا بوضوء الرجل فکان وضوء ها داخلا فیه کما لا یخفی ۔

(البحر الرائق ج۱ص۴۵)

النهر الفائق میں ہے:

قال الاسبیجابی:وهو الصحیح وافاد کلامه نقض وضوئها ایضا وبه صرح فی القنیة وادعی ابن امیر حاج ان ذلک لم یذکر علی قولهما وان ما فی التنبیه فیه تأمل۔وفیه نظر لما سیأتی وهذا قولهما و(عند)الثالث (لا)تنقض وهو القیاس وجه الاستحسان وهو الاصح کما فی التحفة انها لاتخلو عن خروج مذی غالبا وقد قیل ان المذی فی النساء اغلب وهذا یقتضی نقض وضوئها بالاولی وما فی الحقائق من تصحیح ما عن الثالث فشاذ۔

(النهر الفائق ج۱ص۵۹)

تنویرالابصار میں ہے:

ومباشرة فاحشة للجانبین۔

(تنویر الابصار ص۳أ)

درمختار میں ہے:

(ومباشرة فاحشة) بتماس الفرجین ولو بین المرأتین والرجلین مع الانتشار (للجانبین) المباشر والمباشر ، ولو

بلا بلل علی المعتمد .

(در مختار ج۱ص۱٤٦)

ردالمحتار میں ہے:

(قوله :مع الانتشار) هذا فی حق نقض وضوئه لا وضوئها ، فإنه لا يشترط فی نقضه انتشار آلة الرجل قنية .

پھر فرمایا:

(قوله :للجانبين) فينتقض وضوء المرأة ، وما فی الحلية حيث قال :إنی لم أقف عليه إلا فی المنية ، وفيه تأمل رده فی البحر والنهر .

(رد المحتار ج ۱ ص٤٠٧)

شرح ملا مسکین میں ہے:

(مباشرة فاحشة)وهی ان يباشرها متجردين و انتشرت آلته ولاقی فرجه فرجها عندهما و عند محمد لاتنقض.

(شرح ملا مسکین علی کنز الدقائق ص ٤)

اس کے تحت فتح المعین میں ہے:

قوله:وهو ان يباشرها.

فيه قصر للمتن علی بعض افراده اذ هو صادق بما لو صدرت بين رجل وامرأة او بين رجلين او امرأتين.

(فتح المعین علی شرح ملا مسکین للعلامة السید محمد ابی السعود المصری ج ۱ ص٤٩)

اسی کے تحت منهج السالکین میں ہے:

كذا المباشرة بين الرجل والغلام و كذا بين الرجلين توجب الوضوء عليهما(قنية) و كذا علی المرأتين (بحر)

(منهج السالکین علی شرح ملا مسکین للاسقاطی ص ۱۱ أ)

فتح المعین میں ہے:

وافاد كلامه نقض وضوئها ايضا عملا بالاطلاق وبه صرح فی القنية وجری عليه فی التنوير مطلقا ولو بلابلل علی المعتمد (در).

(فتح المعین علی شرح ملا مسکین للعلامة السید محمد ابی السعود المصری ج ۱ ص٤٩)

یہ ساری نصوص اس مطلب میں صریح ہیں کہ مباشرۃ فاحشہ عورت کے لیے بھی ناقضِ وضوء ہے۔اور ظاہر ہے کہ مباشرۃ فاحشہ کو شیخین رحمہما اللہ تعالی کا ناقضِ وضوء شمار کرنا مذی کی خروج کے احتمالِ قوی کی بنیاد پہ ہے۔اس مسئلہ میں امام محمد رحمہ اللہ تعالی کا خلاف اس لیے نہیں کہ آپ مذی کو نجاست قرار نہیں دیتے،بلکہ آپ کا فرمانا ہے کہ جب تک مذی کا خروج یقینی نہ ہوجائے، وضوء نہ ٹوٹے گا۔ہاں اگر فرجِ عورت سے مذی کا خروج یقینی ہوجائے،بھلے وہ ظاہر نہ ہو،امام محمد رحمہ اللہ تعالی کے نزدیک بھی وضوء جاتا رہے گا۔جیسا کہ بدائع الصنائع اور یتیمۃ الدھر میں ہے:

وروی عن محمد فی رجل أقلف خرج البول أو المذی من ذكره ، حتی صار فی قلفته فعليه الوضوء ، وصار بمنزلة المرأة إذا خرج المذی ، أو البول من فرجها ، ولم يظهر .

(بدائع الصنائع ج ۱ ص۱۲۳ ، یتیمة الدھر فی فتاوی اھل العصر للامام الترجمانی ص٦)

حاصلِ کلام یہ ہوا کہ مذی عورت کی ہو یا مرد کی، بالاتفاق نجس ہے اور اسی لیے اس کا خروج ناقضِ وضوء ہے۔ والله عز اسمه اعلم۔

بہر حال رہی یہ بات کہ "ایسی حالت میں تخرج سے اجتناب کیسے بغیر مرد اور عورت ایک دوسرے کے اعضاء تناسلیہ کا بوسہ لیں یا چوسیں یا چاٹیں یا مرد اپنا ذکر بیوی کے منہ میں ڈالے تو ان کے دہن و زبان مذی سے لتھڑیں گے اور قریب کہ وہ مذی لعاب سے مل کر شوہر و بیوی کے پیٹ میں داخل ہو جائے"۔۔۔ تو یہ امر میری نگاہ میں بدیہیات سے ہے اور پر امید ہوں کہ اس کا انکار نہ کرے گا مگر جاہل یا معاند۔

ہاں یہ مقدمہ باقی ہے کہ نجاسات سے اجتناب واجب اور ان کو کھانا پینا حرام ہے۔

نجاست سے اجتناب کے وجوب کے بیان کے لیے وہ حدیث کافی، جو حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

عامة عذاب القبر من البول فاستنزهوا من البول۔

(مسند البزار حدیث رقم ٤٩٠٧)

اور حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

استنزهوا من البول فان عامة عذاب القبر منه۔

(سنن الدارقطني حديث رقم ٤٦٤)

جب بدن کے عام اعضاء کو نجاست سے نہ بچانا حرام اور موجبِ عذابِ قبر ہو سکتا ہے تو دہن و لسان تو بدن کے اکرم اعضاء سے ہیں، انہیں یوں نجاسات پہ پیش کرنا اور ناپاکی سے لتھڑنا کیسے حلال ہو سکتا ہے؟

واضح رہے کہ خاص حالتِ جماع میں بھی نجاستوں سے پرہیز لازم ہے الا آنکہ عذر ہو جیسے سلس البول، استحاضۃ وغیرہ۔

حالتِ حیض میں حرمت کی علت بتاتے ہوئے اللہ کریم جل مجدہ نے فرمایا:

قل هو اذى۔

(البقرة ٢٢٢)

پس اگر حیض کی حالت میں شوہر اپنی بیوی کے پاس آئے تو اس کا ذکر ناپاک خون سے لتھڑ جائے گا جو شریعتِ طیبہ کو منظور نہیں، سو مردوں کو ان ایام میں اپنی بیوی سے مجامعت سے روک دیا گیا۔ پھر اسی ناپاکی و نجاست کے باعث علماء نے دبر میں اتیان کی حرمت پہ بھی استدلال فرمایا جو صاف بتاتا ہے کہ حالتِ جماع میں بھی نجاستوں سے پرہیز ضروری ہے۔

علاوہ ازیں علامہ ابنِ عابدین شامی رحمہ اللہ تعالی تحریر فرماتے ہیں:

أفتى بعض الشافعية بحرمة جماع من تنجس ذكره قبل غسله إلا إذا كان به سلس فيحل كوطء المستحاضة مع الجريان ويظهر أنه عندنا كذلك لما فيه من التضمخ بالنجاسة بلا ضرورة لإمكان غسله بخلاف وطء المستحاضة ووطء السلس تأمل۔ وبقي ما لو كان مستنجيا بغير الماء ففي فتاوى ابن حجر أن الصواب التفصيل وهو أنه إذا كان لعدم الماء جاز له الوطء للحاجة وإلا فلا۔ قال وروى أحمد بسند ضعيف أن رجلا قال يا رسول الله الرجل يغيب لا يقدر على الماء أيجامع أهله قال نعم اھ

(رد المحتار ج ١ ص٢٩٨)

کلماتِ بالا کا حاصل یہ ہے کہ: اگر مرد کے ذکر پہ نجاست لگی ہو، چاہے صرف اتنا ہی ہو کہ پیشاب کیا اور سرے سے استنجا نہیں کیا، پھر بھی جب تک اپنے آلۂ تناسل کو دھو کر پاک نہ کرلے اس کا بیوی سے ہمبستری کرنا حلال نہیں...... کیونکہ اگر وہ ایسی ہی حالت میں بیوی کے قریب جاتا ہے تو بلا حاجت بیوی کی شرمگاہ مرد کے آلۂ تناسل پہ لگی نجاست سے لتھڑے گی، اور بیوی کی فرج کی رطوبت سے مل کر وہ نجاست مرد کے آلۂ تناسل کو مزید آلودہ کرے گی، اور چونکہ بلا عذر نجاست سے لتھڑنا جائز نہیں، لہٰذا ایسی حالت میں مرد کا اپنی بیوی سے ہمبستری کرنا حرام ہے......!!!

اللہ اکبر!!!

کہاں عورت کی شرمگاہ اور مرد کا ناپاک آلۂ تناسل...... اور کہاں انسان بلکہ مسلمان کے ذکرِ الٰہی کرنے والے پاک دہن وزبان......!!!

جس پاک شریعت کو بلا عذر عورت کی شرمگاہ کا ناپاکی سے لتھڑنا اور مرد کے ناپاک ذکر پہ ناپاکی کا پھیلنا پسند نہیں وہ بدن کے ان اکرم اعضاء کو یوں نجاستوں سے آلودہ کرنے کی اجازت دے گی؟؟؟

واللہ ہرگز نہیں!!!

یہ دین دے کر بھیجے جانے والی ذاتِ مقدسہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا رب جل وعلا ان کے بارے میں فرماتا ہے:

ويحل لهم الطيبات ويحرم عليهم الخبائث۔

(الاعراف ۱۵۷)

اس کریم آقا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خبیث چیزوں کو حرام فرمایا اور اس سے بڑھ کر خبث کیا ہوگا کہ انسان جان بوجھ کر اپنے منہ پہ ناپاکی ملے اور اسے زبان سے چاٹے......!!!!!

اور رہی نجاسات کے کھانے پینے کی حرمت تو وہ محتاجِ بیان نہیں، کیونکہ حکمِ نجاست میں حکمت ہی یہ ہے کہ ہر حال میں اس چیز سے اجتناب کیا جائے اور یہی وجہ ہے کہ نجس کی حرمت علماء کے بیچ متفقہ ہے۔ ابنِ حزم ظاہری نے اس پہ اتفاق ذکر کرتے ہوئے لکھا:

واتفقوا على ان اكل النجاسة وشربها حرام حاشا النبيذ المسكر۔

(مراتب الاجماع ص۱۹)

علامہ ابن عابدین تحریر فرماتے ہیں:

والحرمة فرع النجاسة۔

(رد المحتار ج۶ ص۷۳۲)

پس جب نجاستوں کو کھانا پینا حرام ہے تو اعضاءِ تناسلیہ کو چوسنا اور چاٹنا کیسے حلال ہوسکتا ہے کہ جس فعلِ شنیع میں نجاست کے پیٹ میں چلے جانے کا قوی احتمال، بلکہ مقامِ وجوبِ احتیاط میں کالمحقق اور محقق کے حکم کا مستحق۔ اور کم سے کم نجاست سے لتھڑنا تو یقینی...... تو کیا اثباتِ حرمت کے لیے یہ برائی کافی نہیں؟؟؟

حق تو یہ ہے کہ ہر طبیعتِ سلیمہ اس فعلِ شنیع کو برا اور خبیث جانتی رہی ہے۔ اہلِ عرب گالی دیتے وقت کہا کرتے تھے:

امصص بظر امک۔

(عمدة القاری ج ۲۰ ص ۴۹۹، فتح الباری ج۵ ص ۳۴۰)

سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا سمعتم من يعتزى بعزاء الجاهلية فأعضوه ولا تكنوا۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث رقم ۲۱۲۷۱، ۲۱۲۷۲، ۲۱۲۷۳)

اور بعض روایات میں ہے:

کنا نؤمر اذا الرجل تعزی بعزاء الجاھلیۃ فأعضوبھن ابیہ ولاتکنوا۔

(مسند احمد بن حنبل حدیث رقم ۲۱۲۷۴ ، ۲۱۲۷۵)

شرح السنۃ میں ہے:

قولہ: بھن ابیہ یعنی:ذکرہ ، قلت:یرید یقول لہ:اعضض بأیر ابیک۔

(شرح السنۃ للبغوی ج۱۳ص ۱۲۱)

غریب الحدیث لابن الجوزی اور النھایۃ فی غریب الاثر میں ہے:

فأعضوہ بھن أبیہ ولا تکنوا أی قولوا لہ أعضض بأیر أبیک ولا تکنوا عن الأیر بالھن تنکیلا۔

(غریب الحدیث لابن الجوزی ج۲ص۱۰۳ ، النھایۃ فی غریب الاثر ج۳ص۴۹٤)

"بھن ابیہ" کے تحت علامہ عبدالرؤف مناوی لکھتے ہیں:

ای قولوا لہ:اعضض بھن ابیک او بذکرہ ۔

(فیض القدیر ج۱ص ۴۵۹)

آگے چل کر "أعضوہ" کے تحت فرمایا:

ای قولوا لہ:اعضض بظر امک۔

(فیض القدیر ج۱ص۴۸۹)

جب عروۃ بن مسعود نے دربار رسالت میں مسلمانوں سے متعلق اپنا یہ تأثر ظاہر کیا کہ یہ لوگ ٹکنے والے نہیں اور آپ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے تو حضرت سیدنا ابوبکر صدیق کرم اللہ تعالی وجھہ نے فرمایا:

امصص ببظر اللات انحن نفر عنہ وندعہ؟

(صحیح البخاری حدیث رقم ۲۷۳۱ ، ۲۷۳۲ ، مسند احمد ۱۸۹۳۰ ، مسند ابی یعلی حدیث رقم ٤۲ ، السنن الکبری للبیھقی حدیث رقم ۱۹۲۸۰ ، المعجم الکبیر للطبرانی حدیث رقم ۱٦٤٤۵ ، دلائل النبوۃ للبیھقی ج٤ص۱۰۳ ، صحیح ابن حبان حدیث رقم ٤۸۷۲ ، مصنف ابن ابی شیبۃ حدیث رقم ۳۸۰۱۰ ، مصنف عبد الرزاق حدیث رقم ۹۷۲۰)

ان کلمات کا سب وشتم ہونا اور مقابل کی مذمت وتخسیس میں ان کا ذکر کیا جانا واضح ثبوت ہے کہ ارباب عقول سلیمہ واصحاب طبائع مستقیمہ کے ہاں یہ فعل قباحت وشناعت سے خالی نہیں۔پھر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کا ماں،باپ کے ذکر کے بجائے "بظر اللات" کہنا دلیل بین ہے کہ مدلول جملہ کی شناعت ماں اور باپ کی طرف نسبت پر موقوف نہیں بلکہ مص کی بظر کی طرف نسبت ہی مذمت وتحقیر کے لیے کافی ہے۔

ایک ایسا فعل کہ جسے ہر صاحب عقلِ سلیم برا جانے،شریعتِ مطہرہ اسلامیہ اس کو کب جائز ٹھہرائے گی؟اس کا ارتکاب نہیں کیا مگر کالانعام یہود ونصاری اور ان کے امثال نے،وہ لوگ جو سرِ راہ زنا کو ترقی جانتے اور اپنی ماؤں بہنوں سے زنا کو فکرِ نو مانتے ہیں۔پھر ان انسانیت کے دشمنوں نے ان افعالِ شنیعہ کی اشاعت کرکے انسانیت دشمنی کا حق اداء کیا،اور پھر مسلمانوں میں سے بعض نے ان کی پیروی کی اور یہ نہ سوچا کہ یہ کام سراسر جانوروں کا ہے اور وہی وہ ہیں جو اپنی مادہ کی فرج کو چاٹتے ہیں۔اور شریعتِ مطہرہ اسلامیہ کو ہرگز پسند نہیں کہ انسانِ مکرم جانوروں کے برے اسالیب اپنائے بھلے وہ قضاءِ

شہوت ہی سے متعلق کیوں نہ ہوں۔ سید عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

اذا اتی احدکم اهله فلیستتر ولا یتجرد تجرد العیرین۔

(سنن ابن ماجه حديث رقم ١٩٢١ مسند البزار حديث رقم ١٧٠١ ، السنن الكبرى للبيقهي حديث رقم ١٤٤٧٥ ، المعجم الكبير للطبراني حديث رقم ١٣٧٦٢)

اور فرمایا:

فبینما هم کذلک إذ بعث الله ریحا طیبة فتأخذهم تحت آباطهم فتقبض روح کل مؤمن وکل مسلم ویبقی شرار الناس یتهارجون فیها تهارج الحمر فعلیهم تقوم الساعة۔

(صحيح مسلم حديث رقم ٧٥٦٠ ، سنن ابن ماجه حديث رقم ٤٠٧٥ ، مسند احمد حديث ١٧٦٦٦)

اور حضرت عبداللہ بن عمرو سے موقوفا ہے:

فاذا کان ذلک اشتد غضب الله علی اهل الارض فاقام الساعة۔

(مستدرك على الصحيحين رقم الحديث ٨٤٠٧)

حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ اللہ جل مجدہ کے حبیب صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

لایقع احدکم علی اهله مثل البهیمة علی البهیمة۔

(الغرائب الملتقطة من مسند الفردوس حديث رقم ١٣٤١)

جب شریعتِ طیبا اسلامیہ مطہرہ جانوروں کا سا تجرد پسند نہیں کرتی تو کیا جانوروں کا سا ایک دوسرے کی فروج کو چاٹنا جائز ٹھہرائے گی؟؟؟

اس سب سے ہٹ کر اگر اس فعلِ قبیح وشنیع کے انسانی طبیعت پہ برے اثرات دیکھے جائیں تو اس کا ارتکاب نہ کرے گا مگر اپنے آپ کو ہلاکت پر پیش کرنے والا۔ جدید سائنسی تحقیقات سے ثابت ہوا ہے کہ منہ، گلے وغیرہ کے کینسرز کے اسباب میں سے ایک بڑا سبب منہ کے ذریعے جنسی عمل کی ادائیگی ہے۔ یعنی مرد کا اپنا ذکر عورت کے منہ میں ڈالنا یا دونوں کا ایک دوسرے کے اعضاء تناسلیہ کو چوسنا یا چاٹنا......!!!

اس وقت نیٹ پہ لاتعداد ایسے مضامین شائع ہو چکے ہیں جو ہماری کلام کی تصدیق کے لیے کافی ہیں۔ New Scientist 09 May 2007 میں ایک مضمون بعنوان "Oral sex can cause throat cancer" کے ابتدائی کلمات کچھ یوں ہیں:

People who have had more than five oral-sex partners in their lifetime are 250% more likely to have throat cancer than those who do not have oral sex, a new study suggests.

The researchers believe this is because oral sex may transmit human papillomavirus (HPV), the virus implicated in the majority of cervical cancers.

اسی نیو سائنٹسٹ کے شمارہ 28 فروری 2008ء میں شائع مضمون بعنوان "Oral sex-related cancer at 30-year high" میں ہے:

The incidence of oral cancer due to a virus transmitted during oral sex has increased steeply over the last 30 years, according to research in the US. And scientists relate this trend to changes in people's sexual behaviour.

The number of tongue, mouth and throat cancers due to the sexually transmitted human papilloma virus (HPV), which can also cause cervical cancer in women, rose by about a third from 1973 to 2004, say researchers.

The team led by Maura Gillison at Johns Hopkins University in Baltimore, Maryland, US, studied trends in oral cancers recorded by US National Cancer Institute registries.

Earlier work by this team and others had established a link between certain strains of the common sexually transmitted virus and oral cancer. The latest study, which looked at nearly 46,000 cases, is the first to quantify an increase in mouth and throat cancers due to sexual activity.

وکیپیڈیا پر نشر مضمون بعنوان "Oral Sex" میں ہے:

Links have been reported between oral cancer and oral sex with HPV-infected people. In 2005, a research study at the College of Malmo" in Sweden suggested that performing unprotected oral sex on a person infected with HPV might increase the risk of oral cancer. The study found that 36 percent of the cancer patients had HPV compared to only 1 percent of the healthy control group.

Another recent study suggests a correlation between oral sex and head and neck cancer. It is believed that this is due to the transmission of human papillomavirus (HPV), a virus that has been implicated in the majority of cervical cancers and which has been detected in throat cancer tissue in numerous studies. The New England Journal of Medicine study concluded that people who had one to five oral-sex partners in their lifetime had approximately a doubled risk of throat cancer compared with those who never engaged in this activity and those with more than five oral-sex partners had a 250% increased risk.

جب جدید تحقیقات سے یہ امر ثابت ہوگیا کہ یہ فعلِ شنیع وقبیح امراضِ مہلکہ کے بڑا سبب ہے تو اب شریعتِ مطہرہ کے احکام اور ان کی حکم پر مطلع شخص ہرگز اس فعلِ شنیع وقبیح کے شناعت وقباحت میں شک نہ کرے گا۔ اس دین میں تو حلال نہیں مگر صرف طیب، رہا خبیث تو اس کی کوئی گنجائش نہیں:

ویحل لهم الطیبات ویحرم علیهم الخبائث۔

(الاعراف ۱۵۷)

شریعتِ اسلامیہ اس کام سے روکتی ہے جس میں ضرر ہو۔ اللہ کریم جل مجدہ کے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا ضرر ولا ضرار۔

(رواه ابن ماجه عن عبادة ابن الصامت برقم ۲۳۴۰ ، وعن ابن عباس برقم ۲۳٤۱)

اورشریعتِ مطہرہ کے احکام اوران کی حکم پر مطلع جانتا ہے کہ شریعتِ اسلامیہ نے لاتعداد ایسے کاموں سے روک دیا جن میں انسان کو نقصان ہے۔خود رب جل مجدہ نے فرمایا:

شرع لکم من الدین ماوصی بہ نوحا الآیۃ

(الشوری ۱۳)

یہ دین نفعِ عباد کے لیے ہے،اسے عباد کا نقصان پسند نہیں۔اگر عباد کا نقصان پسند ہوتا تو بیوی اور کنیز کے اگلے مقام کو حلال فرمانے کے باوجود پچھلے مقام کو حرام فرمانے اور پھر حیض کے دوران "معاذی" فرما کر اگلے مقام سے بھی روک دینے کا کوئی قابلِ فہم سبب نظر نہیں آئے گا۔کتبِ فقہ کی طرف توجہ کی جائے تو فقہاءِ کرام کسی کام سے روکتے ہوئے جابجا فرماتے نظر آتے ہیں:

لا ضرر ولاضرار فی الاسلام۔

میں ان احکام کا نہ تو احصاء چاہوں گا اور نہ ہی مثال،کیونکہ احصاء متعذر ہے اور مثال موہمِ انحصار۔بہر حال خلاصۂ کلام یہ ہے کہ:
جنسی عمل کی منہ کے ذریعے ادیگی کی صورت میں از روئے شرع کثیر خرابیوں کے ساتھ ساتھ منہ،گردن وغیرہ کے کینسر کا اندیشہ بڑھ جاتا ہے لہذا اس سے اجتناب لازم اور اس کا ارتکاب اخروی بدنصیبی کے ساتھ ساتھ دنیا میں بھی نقصان کا باعث۔

واللہ جل مجدہ اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم

محمد چمن زمان نجم القادری

جامعہ غوثیہ رضویہ باغِ حیات سکھر

ما اجاب الفاضل المحقق

فهو حق وصواب والحق احق

ان يتبع . [illegible]

محمد ابراهيم الشاذري [illegible]

خادم جامع غوثية الغوثية

26/12/12

یہ فقیر حضرت العلام مفتی محمد حسن زمان صاحب کے فتویٰ سے مکمل اتفاق کرتا ہے اور مسئلہ مذکورہ کی توضیح میں مجید مدلل دیگر مغز اور اتم سمجھتا ہے۔

محمد شہزاد قادری عفی عنہ
خادم التدریس جامعہ غوثیہ رضویہ
سکھر

لا ريب أن ما أجاب به الشاذلي
المحترم هو الحق الصريح الذي
لا عدول عنه والصواب الذي
لا محيص منه والله أعلم بالصواب
محمد نعمان حنفي
خادم الطلباء
في الجامعة الحنفية الرضوية ببسكي

ما اجاب استاذی الکرم المحقق
المدقق علامة العصر فهو صواب وحق
والحق احق ان یقبل ویعمل .
والله سبحانه وتعالیٰ اعلم بالصواب
من ادنی تلامذة الحضرة العلیة
جمیل احمد نذیر
المتخصص فی الفقه
فی الجامعة الغوثیة الرضویة سکھر
01-01-2013
۱۷ صفر ۱۴۳۴ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوٰۃ والسلام علی حبیبہ الکریم

حضرت العلام قبلہ محترم المقام علامہ محمد حسن زمان نجم القادری مدظلہ العالی کی تحریر نظر سے گزری تو انتہائی مسرت ملی کہ یہ حالات زمانۂ حال کو مدنظر رکھتے ہوئے بے مثال تحقیق فرمائی جس سے فقیر بہت متاثر ہوا

فی زمانہ اس ضروری امر پر قلم اٹھانے پر اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت قبلہ کو سعادت دارین عطا فرمائے اور اس تحقیقی تحریر کو سب کیلئے نفع مند فرمائے

آمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین

المفتی محمد یار بخش باروی عفی عنہ
نائب مفتی دارالافتاء جامعہ فیض العلوم

13/01/2013

